

رؤف پارکھ *

اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات کی لغات اور ان کے چند دل چسپ اندراجات

Abstract: Anglo-Indian words and phrases include terms and expressions that are part of a vocabulary used by the British during their long stay in the Indo-Pak subcontinent. Born out of a situation that required the Britons to communicate with the local populace, some of these words and phrases were coined by blending words from the English language and some local languages, such as, Urdu and Hindi. Also, some coinages were the English words used in an altogether different nuances, virtually unknown to the native speakers. Yet another category of Anglo-Indian words shows an Anglicised pronunciation and spelling of local words .

A number of dictionaries listing Anglo-Indian words and phrases have been compiled. This article introduces and briefly reviews such dictionaries and also analyses a few interesting entries, taken from these dictionaries, along with their etymologies. In some cases, despite admirable research by the compilers of these dictionaries, the precise origin and etymological roots of words are hitherto unknown, for instance, the origin of words gymkhana, cangee house and buggy is still obscure.

کلیدی الفاظ: اردو لغات، اینگلو انڈین، کنسائز اوکسفر ڈانگلس ڈکشنری، الفاظ و مرکبات، ہو بسن جو بسن، اشتقاق، ہنگلس، ہندش۔

* سابق پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی و سابق صدر نشین ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد

جب دو تہذیبیں ملتی ہیں تو دونوں مایک دوسرے کو بہت کچھ دیتی بھی ہیں اور ایک دوسرے سے کچھ لیتی بھی ہیں۔ اس تہذیبی تبادلے میں الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں۔ انگریزی زبان میں بعض ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جو اس کو برِ عظیمِ پاک و ہند کا تحفہ ہیں۔

انگریزی زبان کا حصہ بن جانے والے ہمارے الفاظ میں 'سوسا' اور 'گلاب جامن' بھی شامل ہیں جو کنسائز اوکسفر ڈائلنگش ڈکشنری (Concise Oxford English Dictionary) کے نئے ایڈیشن میں بھی درج ہیں۔^(۱) لیکن یہاں ذکر ان اردو یا ہندی یادِ دیگر مقامی زبانوں کے الفاظ کا نہیں ہے جو انگریزی میں راہِ پاک گئے اور ان میں سے کئی انگریزی کی مستند لغات کا بھی حصہ بن گئے کیونکہ یہ ایک الگ موضوع ہے اور اس پر کچھ لکھا بھی جا چکا ہے۔^(۲)

انگریزی نے دنیا کے مختلف خطوں پر لسانی اور ثقافتی اثرات مرتب کیے اور دنیا کے کئی ملکوں میں انگریزی کا ایک مقامی محاورہ اور لب و لہجہ پیدا ہوا اور اسے انگریزی کا مقامی روپ کہا گیا جسے انگریزی میں regional variety اور regional variation کہتے ہیں۔^(۳) انگریزی کے ایسے مقامی روپ کو دل چسپ نام بھی دیے گئے ہیں مثلاً سنگاپور کی مخصوص انگریزی کو سنگلش (Singlish) اور چین میں بولی جانے والی انگریزی کو اس چینی زبان کے اثرات کی وجہ سے چنگلش (Chinglish) کہا گیا۔^(۴) ہندوستان کی مخصوص انگریزی کو ہندی کے اثرات کے سبب ہنگلش (Hinglish)^(۵) اور ہندیش (Hindish) بھی کہا گیا۔^(۶) لیکن یہاں ان اثرات کا بھی ذکر مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہاں ذکر ہے ان الفاظ کا جن کو 'اینگلو انڈین' (Anglo-Indian) کہا جاتا ہے۔

اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات:

اینگلو انڈین سے مراد وہ الفاظ و مرکبات ہیں جو انگریزوں کے برِ عظیمِ پاک و ہند پر نوآبادیاتی قبضے اور ان کے یہاں طویل عرصے تک قیام کے نتیجے میں وجود میں آئے۔ ان میں سے بیشتر الفاظ و مرکبات سماجی روابط کی ضرورت کے عکاس ہیں یعنی مقامی آبادی سے بات چیت اور میل جول کے لیے انگریزوں نے جو زبان استعمال کی اس میں اس طرح کے نو ساختہ الفاظ بھی شامل تھے جنہیں نہ پوری طرح اردو (یا ہندی یا مقامی) کہا جاسکتا ہے اور نہ وہ مکمل طور پر انگریزی کہلائے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے بعض نوآبادیاتی دور کے انگریزی متون (مثلاً نجی خطوط) میں بھی پائے جاتے ہیں، اگرچہ ان کا استعمال برِ عظیمِ پاک و ہند تک ہی محدود تھا اور ان میں سے بیش تر کو معیاری (standard) انگریزی زبان کا حصہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ ان ہزاروں الفاظ و مرکبات میں سے زیادہ تر ایسے تھے جو کبھی بھی انگریزی زبان کا باقاعدہ حصہ نہیں سمجھے گئے لیکن انہیں میں ایسے دسیوں الفاظ بھی ہیں جو انگریزی کی

معیاری لغات میں شامل کر لیے گئے۔ اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات میں سے بیش تر کا تعلق سماجی زندگی سے ہے اور وہ مقامی رسوم و رواج، رہن سہن، انتظامی امور اور (کسی قدر کم تعداد میں) مذاہب و عقائد سے متعلق ہیں۔ اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات کو ہم اپنی تفہیم کے لیے تین گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

- (i) عربی فارسی یا مقامی زبانوں کے بگڑے ہوئے الفاظ و مرکبات
 - (ii) اصل مفہوم سے ہٹے ہوئے اور مقامی طور پر مختلف مفہوم میں رائج انگریزی الفاظ و مرکبات
 - (iii) انگریزی اور مقامی زبانوں کے جوڑ پیوند سے بنے الفاظ و مرکبات
- ان تینوں کی کیفیت مختصر آئیش ہے:

(i) مقامی زبانوں یا عربی فارسی کے بگڑے ہوئے الفاظ و مرکبات:

بسا اوقات مقامی لوگوں سے بات چیت کے لیے انگریزوں نے انگریزی لفظ کے بجائے مقامی لفظ ہی کو ترجیح دی اور اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ بعض الفاظ و مرکبات جو خالصتاً مقامی تہذیب و تمدن کے عکاس تھے اور مقامی معاشرے میں عام استعمال میں تھے انگریزی تہذیب میں ان کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے انگریزی زبان میں ان کا کوئی نعم البدل لفظی مترادف نہ تھا۔ ان الفاظ کو انگریزوں نے جوں کا توں اپنی زبان میں لینے کی کوشش کی اگرچہ ان کا تلفظ وہ ٹھیک طرح سے ادا نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا ان مقامی الفاظ کو انھوں نے انگریزی میں اپنے لہجے میں اور اپنے تلفظ کے مطابق برتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اپنی صوتیاتی مجبوریوں کے سبب ان مقامی الفاظ کا وہ بہو تلفظ وہ ادا نہ کر سکے اور ان عربی/فارسی یا اردو/ہندی الفاظ کو انھوں نے رومن حروف میں لکھا تو وہ نئے اور عجیب الفاظ میں ڈھل گئے اور انگریزی میں عجیب جھوں کے ساتھ لکھے گئے۔ گویا یہ بنیادی طور پر مقامی الفاظ تھے جن میں انگریزی زبان کے اثرات کی وجہ سے کچھ ترمیم ہو گئی۔

(ii) مختلف مفہوم میں رائج انگریزی الفاظ و مرکبات:

اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات کی دوسری قسم میں وہ الفاظ شامل ہیں جو ہیں تو انگریزی کے لیکن بر عظیم پاک و ہند میں ان کے نئے اور مختلف مفاہیم پیدا ہو گئے اور ان الفاظ و مرکبات کو جن معنوں میں برتا گیا اس سے برطانیہ میں انگریزی کے اہل زباں بھی واقف نہیں تھے۔

(iii) انگریزی اور مقامی زبانوں کے جوڑ پیوند سے بنے الفاظ و مرکبات:

بعض اینگلو انڈین الفاظ ایسے بھی ہیں جو بر عظیم پاک و ہند کی مقامی زبانوں سے نکل کر انگریزی کے جوڑ پیوند کے ساتھ بگڑی ہوئی یا مختلف شکل میں استعمال ہونے لگے۔

اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات کے وجود میں آنے کی تین بڑی وجوہ تھیں، ایک سماجی ضرورت، دوسرے انگریزی زبان میں بعض مقامی اشیاء کے تصور کا اور ان کے لیے لفظ کا موجود نہ ہونا اور تیسرے تلفظ اور املا کے فرق سے پیدا ہونے کی پیچیدگیاں۔ اس طرح برعظیم پاک و ہند میں مقیم برطانوی باشندوں کے ہاں ان الفاظ کا خاصا وسیع ذخیرہ وجود میں آگیا اور بعض تحریری متون میں بھی یہ الفاظ و مرکبات نظر آنے لگے۔ مقامی افراد کے علاوہ انگریز بھی اپنی انگریزی تحریروں، خصوصاً نجی خطوط اور یادداشتوں، میں انھیں استعمال کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ان اینگلو انڈین الفاظ کا ذخیرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ ان الفاظ و مرکبات کی الگ سے لغات بنانی پڑیں۔ ان میں سے چند معروف لغات کا مختصر آحال پیش ہے:

☆ این اینگلو انڈین ڈکشنری (۱۸۸۵ء):

این اینگلو انڈین ڈکشنری (An Anglo-Indian Dictionary) پہلی بار لندن سے ۱۸۸۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کے مولف کا نام جارج کلفورڈ وائٹورتھ (George Clifford Whitworth) ہے۔ کچھ عرصے قبل لاہور سے اس کا ایڈیشن شائع ہوا تھا جس میں اس لغت کی اشاعت اول کا سال ۱۸۴۲ء لکھا گیا۔ (۷) لیکن یہ درست نہیں ہو سکتا کیونکہ وائٹورتھ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ سی ایچ راو (C.H.Rao) کی کتاب The Indian Biographical Dictioanry کے مطابق وائٹورتھ ۱۸۴۶ء میں انگلستان میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۹ء میں انڈین سول سروس میں شامل ہوا۔ (۸) وہ ۱۸۹۷ء میں بمبئی ہائی کورٹ میں جج تھا اور اس نے ۱۹۰۵ء میں ریٹائرمنٹ لے لی۔ (۹) راو کی یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں چھپی تھی اور اس میں وائٹورتھ کی وفات کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وائٹورتھ کم از کم کتاب کی ترتیب و تدوین کے وقت تک یعنی ۱۹۱۵ء میں حیات تھا۔ وائٹورتھ کی دیگر کتابیں بھی ہیں مگر سر دست ہم اس کی اس لغت سے متعلق کچھ گفتگو کریں گے۔

اس لغت کا ذیلی عنوان کچھ طویل ہے یعنی:

A glossary of Indian terms used in English and of such English or other non-Indian terms as have obtained special meanings in India.

جیسا کہ اس ذیلی عنوان سے ظاہر ہے مولف نے اس میں ایسے الفاظ اور مرکبات جمع کیے ہیں جو مقامی تھے اور انگریزی میں استعمال ہوتے تھے اور ایسے الفاظ بھی اس میں درج ہیں جو انگریزی کے ہیں یا غیر مقامی زبانوں کے ہیں لیکن ان کے برعظیم پاک و ہند میں مختلف معنی ہو گئے۔ اپنے پیش لفظ میں ”اینگلو انڈین“ کی ترکیب کے استعمال پر معذرت کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کوئی چیز جو ہے تو اصلاً مقامی یا ہندوستانی لیکن اس میں

انگریزی اثرات کے تحت کچھ ترمیم ہو گئی ہے۔^(۱۰) اس نے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ اس لغت میں ایسے الفاظ شامل ہیں جو مقامی لوگوں سے میل جول میں انگریزوں نے سہولت کی خاطر اپنی زبان میں شامل کر لیے۔ اوپر اینگلو انڈین الفاظ کی جن قسموں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے پہلی قسم کے ضمن میں اس نے کچھ الفاظ دیے ہیں اور اپنے پیش لفظ میں بتایا ہے کہ ایسے الفاظ کا اندراج لغت میں انگریزی بچوں اور تلفظ کے لحاظ سے کیا گیا ہے لیکن فلائین میں وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ یہ کس لفظ کا بگاڑ ہے، مثلاً لفظ 'سپاہی' اور 'ناچ' کے بگڑے ہوئے تلفظ کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

[a corruption of Persian sipahi] Sepoy

Nautch [a corruption of the Hindi nach]^(۱۱)

نیز اس لغت میں وہ الفاظ بھی شامل ہیں جو ہیں تو خالص انگریزی کے لیکن ہندوستان میں ان کے مخصوص معنی پیدا ہو گئے ہیں، گویا یہ وہ الفاظ ہیں جن کا ذکر ہم نے اوپر دوسری قسم کے تحت کیا ہے۔ اس لغت میں، بقول اس کے، بعض ایسے انگریزی الفاظ یا تراکیب بھی ہیں جو بظاہر تو مانوس ہیں لیکن ان کا مفہوم مقامی استعمال میں کچھ اور ہے اور وہ ایسی چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں جن کے بارے میں انگلستان والے کچھ نہیں جانتے۔^(۱۲) حالانکہ ان میں سے بعض الفاظ انگریزی ہی کے ہیں یا ایسے مرکبات ہیں جو انگریزی الفاظ سے ملا کر مقامی طور پر بنا لیے گئے ہیں۔ اس کی مثال میں وہ یہ الفاظ پیش کرتا ہے^(۱۳)

☆ egg-plant یعنی بیٹنگن جس کو انگریزی میں aubergine کہتے ہیں لیکن ہندوستانی انگریزی میں اس کا نام egg-plant تھا (اور ہمارے ہاں بعض لوگ اب بھی بیٹنگن کو اپنی ”دیسی انگریزی“ میں ”ایگ پلانٹ“ ہی کہتے ہیں)۔ انگلستان کے اہل زباں انگریزوں کے لیے یہ اصطلاح نامانوس تھی۔ البتہ اس لغت میں ایک اندراج brinjal کا بھی ہے جس کی تشریح بہت تشنہ ہے اور مولف نے اسے ایک سبزی کا نام لکھ کر بتایا ہے کہ اسے egg-plant بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس سبزی کا نباتاتی (botanical) نام لکھ کر تشریح ختم کر دی ہے۔ البتہ اس لفظ brinjal کے اشتقاق پر ہو بسن جو بسن نامی لغت میں تفصیل روشنی ڈالی گئی ہے (اس کا ذکر آ رہا ہے)۔

☆ carpet snake ایک قسم کا مقامی سانپ جو زہریلا نہیں ہوتا اور گھر میں گھس جاتا ہے۔ عام انگریزوں کے لیے انگریزی کی یہ اصطلاح بھی ناقابل فہم ہوتی۔

☆ Fire-temple پارسیوں کا معبد جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے، آتش کدہ۔ اس کا مترادف اس نے 'آگیاری' دیا ہے جو گجراتی زبان سے آیا ہے لیکن اصل میں سنسکرت کے 'آگنی' یعنی 'آگ' سے بنا ہے۔ چونکہ انگلستان میں عموماً اس کا کوئی تصور نہیں تھا لہذا بعض انگریزوں کے لیے یہ بھی عجیب اصطلاح تھی۔

☆ Slave-king یعنی غلام بادشاہ۔ مراد ہے غوری سلطنت کا حکم ران قطب الدین ایبک جو اصلاً غلام تھا۔ لیکن انگلستان والوں کے لیے 'غلام بادشاہ' کی اصطلاح بظاہر متضاد اور عجیب ہی تھی۔

البتہ مولف نے ایسے مقامی الفاظ کو اس لغت میں شامل نہیں کیا جن کا بقول اس کے انگریزی میں مناسب مترادف موجود تھا، مثلاً farz (فرض duty)۔^(۱۳) لیکن ان مقامی الفاظ کو شامل کر لیا ہے جو بقول اس کے "زبردستی" انگریزی میں دخیل ہو گئے ہیں، وہ ان کے انگریزی مترادفات بھی دیتا ہے، جیسے: bandobast (بندوبست arrangement)، chit (چٹ letter)، karkun (کارکن clerk)^(۱۵)۔ اس نے لغت میں ایسے مقامی الفاظ بھی شامل کر لیے جن کا انگریزی میں مترادف موجود ہے مگر ان کے بارے میں کچھ اضافی معلومات دینا ضروری تھا، مثلاً: devi (دیوی)، fasl (فصل)، mandir (مندر)، shiah (شیعہ)، وغیرہ۔^(۱۶) اس نے اپنے پیش لفظ میں لغت کی حدود و قیود اور اندراجات کے اصول بھی بیان کیے ہیں جو اہم ہیں۔

اس لغت میں ایسے الفاظ شامل ہیں جو سنسکرت، ہندی، اردو، بنگالی، عربی، فارسی، آسامی، گجراتی، کنڑ، تلگو اور بعض دیگر زبانوں کے ہیں اور پاک و ہند میں انگریزوں نے استعمال کیے ہیں۔ لغت کی ضخامت ساڑھے تین سو صفحات ہے اور راقم کا اندازہ ہے کہ اس میں کم و بیش ساڑھے تین ہزار الفاظ و مرکبات کا اندراج ہے۔

☆ ہو بسن جو بسن (۱۸۸۶ء):

وائٹ ورتھ کی لغت زیادہ ضخیم نہیں تھی اور اس کی اشاعت کے بعد ایک ضخیم اور تحقیق پر مبنی ایسی لغت شائع ہوئی جو آج تک تحقیق اور مطالعے کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ اردو میں تو اس پر کوئی خاص کام نہیں ہوا لیکن انگریزی میں اس لغت پر خاصا لکھا جا چکا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اس کا نام ہو بسن جو بسن (Hobson-Jobson) ہے اور اس کا ذیلی نام کچھ طویل ہے جو یہ ہے:

A Glossary of Colloquial Anglo-Indian Words and Phrases,
and of Kindred Terms, Etymological, Historical, Geographical
and Discursive.^(۱۷)

گویا اس لغت میں روزمرہ بول چال کے اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات اور اسی قبیل کی اصطلاحات شامل ہیں جن کا اشتقاقی، تاریخی اور جغرافیائی پس منظر متنوع ہے اور کسی ایک موضوع تک محدود نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر اس میں متنوع و مختلف پس منظر و موضوعات کے الفاظ و مرکبات شامل ہیں۔ ان کی کچھ تفصیل لغت کی ابتدا میں 'تعارفی کلمات' (Introductory Remarks) کے عنوان کے تحت مرتبہ مقدمے میں موجود ہے۔

'ہو بسن جو بسن' متعدد بار چھپ چکی ہے اور برطانیہ کے علاوہ ہندوستان سے بھی اس کے ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ یہ پہلی بار ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد متعدد ایڈیشن نکلے جن میں سے کچھ ایڈیشن ہندوستان سے شائع کیے گئے۔^(۱۸) ایک ہزار کے قریب صفحات پر مبنی اس لغت میں راقم کے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً سات ہزار اندراجات ہیں۔ اکثر اندراجات خاصے تفصیلی ہیں جن میں نہ صرف لفظ کے اشتقاق اور اس کی اصل سے بحث کی گئی ہے بلکہ انگریزی متون سے استعمال کی مثالیں بھی بطور اسناد دی گئی ہیں اور ان اسناد کے استعمال کا سال بھی دیا گیا ہے جن میں سے بعض سو لھویں صدی کی بھی ہیں اور ان سے ظاہر ہے کہ انگریزی میں ان الفاظ کا استعمال بہت پہلے یعنی مغربی اقوام کی ہندوستان آمد کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ درحقیقت ان مثالیں اسناد اقتباسات کی فراہمی نہ صرف لغت کو درجہ استناد عطا کرتی ہے بلکہ اس کو تاریخی اور لسانی اصولوں پر مرتب کی گئی لغت بنا دیتی ہے، یعنی جس طرح اوسفرڈ کی کلاں لغت (بیس جلدیں) اور اردو لغت بورڈ کی کلاں لغت (بائیس جلدیں) میں ہر لفظ کی سند مختلف ادوار سے دی گئی ہے (بورڈ کی لغت میں البتہ بعض اندراجات کی سند نہیں دی جاسکی جو بہر حال ایک کمی ہے)۔ ان ہزاروں الفاظ کی انگریزی ادب سے اسناد کے لیے مولفین نے نادر کتابیں دیکھی ہیں اور ان کے حوالے دیے ہیں۔ اسناد کی فراہمی کا ذکر کرنا بظاہر آسان ہے لیکن اس کام میں انھوں نے کیا کیا پڑھ لیا ہے ہوں گے اس کا صرف اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

اس لغت میں اکثر الفاظ کے اشتقاق سے متعلق عالمانہ بحث نے اس لغت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ زبان و لغت کے ہمارے ماہرین کو اس اشتقاقی تفصیل سے استفادہ کرنا چاہیے جو اب تک خاطر خواہ طور پر نہیں کیا گیا۔^(۱۹) اس لغت کے مولفین ہنری یول (Henry Yule) (۱۸۸۹ء۔ ۱۸۲۰ء) اور آر تھر کوک برنل (Arthur Coke Bunnell) (۱۸۸۲ء۔ ۱۸۳۰ء) تھے۔^(۲۰) برنیل کا انتقال لغت کی تکمیل سے پہلے ہو گیا تھا اور یول نے اس کا خاصا کام خود کیا اور اسے مرتب کر کے حتمی شکل میں چھپوانے کا سہرا بھی یول کے سر ہے بلکہ آغا افتخار حسین نے تو لکھا ہے کہ اس میں بیش تر تحقیق یول ہی کی ہے۔^(۲۱)

اس لغت کا یہ نام یعنی ہو بسن جو بسن رکھنے کی بڑی دل چسپ وجہ آغا افتخار حسین نے بیان کی ہے۔ ان کے مطابق ”ہو بسن جو بسن“ دراصل ”یا حسن یا حسین“ کا انگریزی تلفظ ہے اور ممکن ہے کہ اس لغت کے ایک مولف ہنری ویل کو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ہو گئی ہو کیونکہ ہنری یول کے والد ولیم یول عربی فارسی کے عالم تھے اور انھوں نے حضرت علیؑ کی ’نبی البلاغہ‘ کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ذاتی طور پر شائع کیا تھا۔^(۲۲) اس لغت میں بھی ”ہو بسن جو بسن“ کو بطور اندراج شامل کر کے اس کی جو وضاحت دی گئی ہے وہ بھی یہی بتاتی ہے کہ یہ ”یا حسن یا حسین“ کے مقامی الفاظ اور ان کے انگریزی تلفظ کے ملاپ کے مظہر ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کے الفاظ و مرکبات ان صوتی، معنوی اور صرفی تبدیلیوں کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں جو ذخیل الفاظ کے دوسری زبانوں میں مستعمل ہونے پر فطری طور پر ہو جاتی ہیں۔ لہذا اینگلو انڈین الفاظ کی کسی لغت کا اس سے اچھا نام نہیں ہو سکتا تھا۔^(۲۳) لغت کا زیر نظر ایڈیشن ساڑھے نو سو صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے آخر میں ایک نہایت مفید اشاریہ بھی ہے۔

کتاب کے دیباچے میں بجا طور پر نشان دہی کی گئی ہے کہ اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات میں سے کئی ایسے بھی تھے جو انگریزی زبان کا حصہ بن گئے اور انگریزی لغات میں بھی درج ہو گئے، مثلاً: - curry, toddy, veranda, cheroot, loot, nabob, sepoy وغیرہ۔^(۲۴) لیکن ہزاروں الفاظ ایسے بھی ہیں جو اینگلو انڈین لغات میں درج ہیں اور معیاری زبان کی انگریزی لغات میں بوجہ بار نہ پاسکے۔

لغت کے آغاز میں بعض لغات اور ذخیرہ الفاظ پر مبنی ان کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن میں اینگلو انڈین الفاظ پیش کیے گئے تھے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں میں برعظیم پاک و ہند کے الفاظ کا شمول بہت پہلے شروع ہو چکا تھا اور وائٹ ور تھ کی لغت کی اشاعت سے پہلے بھی ان الفاظ پر مبنی کتب بھی شائع ہو چکی تھیں۔ البتہ اب ان نادر کتب کی دستیابی کا امکان بہت کم ہے۔

اس لغت کے بعض اندراجات جو عجیب و غریب الفاظ یا مرکبات کو ظاہر کرتے ہیں بہت دل چسپ ہیں، گو ان میں سے بعض کے اشتقاق اور ان کی اصل کے بارے میں مولفین کی تحقیق سے اتفاق ضروری نہیں ہے، مثلاً جم خانہ (Gymkhana)، بگھی (Buggy) اور کانچی ہائوس (Congee-house)۔ ان الفاظ کے اشتقاق پر جو مباحث اس لغت میں دیے گئے ہیں وہ مولفین کی محنت پر بھی دال ہیں اور ان کے مطالعے کی وسعت پر بھی۔ ان کی اسناد کی فراہمی بھی تاریخی لغت نویسی کے میدان میں ایک روشن مثال ہے۔ البتہ ان مذکورہ بالا الفاظ اور ان جیسے بعض دیگر الفاظ کا اشتقاق ہنوز ایک معمہ ہے کیونکہ انگریزی اور اردو کی بعض لغات سے بعض ایسی باتوں

کی تصدیق نہیں ہوتی جو مولفین نے لکھی ہیں۔ ان چند الفاظ کے اشتقاق کے ضمن میں راقم کچھ عرض کر چکا ہے (۲۵) اور تکرار سے بچنے کے خیال سے اس کی تفصیل یہاں نہیں دی جا رہی۔ مختصراً یہ کہ ہو بسن جو بسن کے مطابق جم خانہ نسبتاً ایک نیا مرکب ہے اور اس کا اولین تحریری استعمال ۱۸۶۰ء کے عشرے سے ملتا ہے (”نیا“ اس لحاظ سے کہ بعض الفاظ کی کئی سو سال پہلے کے استعمال کی سند ملتی ہے مگر جم خانہ کی قدیم اسناد مفقود ہیں اور یہ لغت کی تدوین سے کوئی بیس پچیس سال پہلے استعمال ہونا شروع ہوا تھا)۔ جم خانہ غالباً جم (جو gymnastics یا gymnasium کا اختصار ہو سکتا ہے) اور فارسی لفظ خانہ سے مل کر بنا ہے۔ لیکن مولفین کا خیال ہے کہ اس کی اصل ”گیند خانہ“ (gendkhana) ہے۔ انھوں نے اس تاثر کو رد کر دیا ہے کہ یہ مرکب ایران میں وجود میں آیا اور یہ ”جماعت خانہ“ کی تخفیف یا اس کا بگاڑ ہے۔ البتہ اس کے اشتقاق کے بارے میں اب بھی یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک اور لفظ بگھی (buggy) کے بارے میں مولفین کا کہنا ہے کہ اس کی اصل کا کوئی سراغ نہیں ملتا لیکن یہ بہر حال انگریزی میں مستعمل رہا ہے۔ راقم کا خیال ہے کہ اس کا مقامی یا اردو/ہندی ہونا بھی یقینی نہیں ہے۔ کانچی ہاؤس (جس کے انگریزی میں مختلف املا ملتے ہیں، مثلاً conjee-house یا congee-house اور kanjee-house) جس کا مطلب ہے آوارہ مویشیوں کو بند رکھنے کا باڑا یا کٹھرا۔ اس کے بارے میں ان کی تحقیق ہے کہ یہ ہندوستان میں بعض فوجی دستوں کے لیے بنائی گئی عارضی حوالات یا کوٹھڑی کو کہتے تھے اور شمالی ہندوستان میں مویشیوں کے باڑے کو۔ ہو بسن جو بسن نے اس کے استعمال کی سند سندھ فتح کرنے والے برطانوی جرنیل چارلس نیپئر (Charles Napier) (۱۸۵۳ء-۱۸۴۷ء) کے احکامات سے دی ہے جن میں لکھا ہے کہ جو لوگ نشے میں ہوں ان کو اس وقت تک کانچی ہاؤس میں بند رکھا جائے جب تک ان کا نشہ اتر نہ جائے۔ لیکن اس کی اصل اور اشتقاق کے بارے میں یہ لغت خاموش ہے۔

ہو بسن جا بسن میں ایک اور دل چسپ اندراج brinjaul کا ہے۔ بات یہ ہے کہ اینگلو انڈین ذخیرہ الفاظ میں بیٹنگن کو brinjal کہا جاتا ہے اور معیاری انگریزی میں بیٹنگن کے لیے aubergine کا لفظ مستعمل ہے۔ ہو بسن جو بسن نے اس لفظ کے اشتقاق میں brinjaul کے تحت تحقیق و تدقیق کے نئے باب کھولے ہیں۔ لکھا ہے کہ ویسٹ انڈیز میں اسے egg-plant کہا جاتا ہے اور یہ اصلاً پرتگالی ہے۔ اس کے بعد بیٹنگن کے نام مختلف زبانوں مثلاً سنسکرت، ہندی، فارسی، عربی، ہسپانوی، پرتگالی، لاطینی، فرانسیسی اور اطالوی میں بتائے پرل لیکن مولفین اس کی اصل کی واضح طور پر نشان دہی نہ کر سکے۔ البتہ ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم کی تحقیق یہ ہے (۲۶) کہ بیٹنگن اصلاً سنسکرت کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اسے واتنگن کہتے ہیں (سنسکرت میں ’ب‘ اور ’و‘ اکثر باہم بدل جاتے ہیں)۔ سنسکرت اور

قدیم فارسی میں بڑی مماثلتیں تھیں اور اسی لیے واٹنگن قدیم فارسی میں باتنگان تھا اور پھر بادنجان بن گیا، عربی میں اسے 'ال' کے اضافے اور دال کو ذال بنا کر الباذنجان بنا لیا گیا۔ یہ عربوں کے توسط سے اسپین پہنچا اور ہسپانوی میں البرنجینا (alberenjena) (اور برنجینا) (berenjena) کہلایا۔ پرتگالی میں یہ برنجیلا (berenjela) اور فرانسیسی میں عربی کے 'ال' کو 'او' (au) بنا کر aubergine بن گیا اور آج بھی انگریزی میں بیٹنگن کا یہی نام ہے۔ پرتگالیوں نے جب ہندوستان کے جنوب مغربی حصوں بشمول گوآ (Goa) پر قبضہ کیا تو یہ وہاں برنجل (brinjal) بن کر پہنچا اور مقامی انگریزی میں برنجل ہی کہلانے لگا۔ حالانکہ یہ غریب تو خود اپنے وطن ہندوستان سے واٹنگن کی شکل میں چلا تھا اور ایران، عرب اور یورپ کی سیر کر کے جب گھر واپس پہنچا تو اتنا بدل گیا تھا کہ بے چارے گھر والے بھی اس کو نہ پہچان پائے اور اسے برنجل کہہ کر پکارنے لگے۔ ہو بسن جو بسن کے علاوہ اینگلو انڈین الفاظ کی دیگر لغات کے مؤلفین نے بھی بیٹنگن یعنی برنجل (brinjal) کا اندراج تو کیا ہے لیکن اس کی اصل اور اشتقاق کے بارے میں خاموش ہیں۔

☆ صاحبس، نوبلس اینڈ بوکس والا ز (۱۹۹۱ء)

اس لغت کا نام یعنی Sahibs, Nabobs and Boxwallahs بھی انگریزی میں مقامی الفاظ کے استعمال کو ظاہر کرتا ہے۔ نوب دراصل ”نواب“ کا انگریزی تلفظ ہے اور ”والاز“ اردو کے لفظ ”والا“ کی انگریزی میں بنائی گئی جمع ہے۔ یہ نام بھی مقامی الفاظ کے انگریزی میں استعمال کی علامت ہے۔ اس کا ذیلی عنوان یہ ہے:

A dictionary of the words of Anglo-India

لیکن یہ محض ایک لغت نہیں ہے بلکہ ایک تحقیقی کتاب بھی ہے۔ اس کی تدوین و ترتیب بھی لغت نویسی کے تاریخی اصولوں پر کی گئی ہے اور ہر اندراج کے استعمال کی سند اور سند کا سال بھی دیا گیا ہے۔ گویا یہ لغت بھی ہو بسن جو بسن کی طرح تاریخی اصولوں پر استوار ہے۔ اس کے مولف آئیور لوئس (Ivor Lewis) نے اس موضوع پر پچھلی تمام کتابوں کو اس میں سمیٹ لیا ہے۔ ایک تفصیلی تحقیقی مقدمہ لغات، لفظیات، دخیل و مستعار الفاظ اور متعلقہ مسائل پر علمی انداز میں روشنی ڈالتا ہے (۲۷) اور قاری کا دماغ روشن کر دیتا ہے۔ بڑی تقطیع کی اس لغت کے کل صفحات، مع طویل مقدمے اور طویل کتابیات کے، دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) ہیں۔ راقم کا اندازہ ہے کہ اس میں چار ہزار کے قریب اندراجات ہوں گے۔

اپنے عالمانہ مقدمے میں مولف آئیور لوئس نے بعض اہم نکات بڑے سہل اور رواں انداز میں پیش کیے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ انسانی سماعت بے عیب نہیں ہے اور ہم اپنی زبان کے مخصوص تلفظ اور مقررہ جہوں کے اتنے

عادی ہوتے ہیں کہ دوسری زبانوں کے الفاظ سن کر انھیں اپنے ہی تلفظ اور املا میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انگریزی میں موجود بعض مقامی الفاظ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اس نے اس ضمن میں بعض الفاظ کی مثالیں بھی دی ہیں اور یا حسن یا حسین (ہو بسن جو بسن) کا بطور خاص ذکر کیا ہے اور ان الفاظ (یا حسن یا حسین یا ہو بسن جو بسن) کے انگریزی میں رائج مختلف و متنوع املا / تلفظ بھی بتائے ہیں۔ پھر اس نے معروف لغت 'ہو بسن جو بسن' کی تعریف کے بعد اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اس میں بعض ایسے اہم الفاظ شامل نہیں کیے گئے جو مقامی مذاہب سے متعلق ہیں اور جو انگریزی ذخیرہ الفاظ میں اہم اور مفید اضافہ ہیں۔ ایسے الفاظ میں اس نے بالخصوص مختلف مذاہب مثلاً ہندو مت، جین مت، سکھ مت، بدھ مت، اسلام اور زرتشتی مذہب سے متعلق الفاظ کا ذکر کیا ہے۔ (۲۸) کتاب میں شامل طویل کتابیات سے مؤلف کی محنت اور لفظ و معنی پر اس کی عمیق نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس لغت سے چند اندراجات اور ان پر تبصرہ پیش ہے:

☆ Dumpoke(d) یہ دراصل دم پخت کی خرابی ہے۔ دم پخت یعنی بھاپ سے پکایا ہوا کھانا یا وہ کھانا جو جانور کے اندر رکھ کر پکایا جائے (مثلاً مرغ یا دنبے میں چاول بھر کر)۔ مؤلف کے مطابق انگریزی میں اسے مختلف صرنی حالتوں میں استعمال کیا گیا ہے یعنی اس کے املا میں آخر میں ڈی (d) کے ساتھ بھی اور اس کے بغیر بھی، گویا اسم کے طور پر اور فعل ماضی کے طور پر بھی۔

☆ Lat Sahib مؤلف کے مطابق لاٹ صاحب دراصل لارڈ صاحب (Lord Sahib) کا بگاڑ ہے اور یہ لقب مقامی زبانوں میں گورنر جنرل کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اسے لاٹ صاحب کے علاوہ لارڈ صاحب (Lord Sahib) بھی لکھا جاتا تھا۔ لفٹننٹ گورنر کو "چھوٹا لاٹ صاحب" کہتے تھے۔

☆ Thunder-box اس سے مراد کموڈ (commode) ہے یعنی وہ برتن جو رنج حاجت کے لیے استعمال ہوتا تھا اور جسے فراغت کے بعد خاکروب اٹھا کر لے جاتا تھا۔ اردو میں اسے پاٹ، پیڑیا چوکی بھی کہتے ہیں اور انگریزوں کا دیا ہوا نام ان کی حس مزاج کا بھی عکاس ہے۔

☆ Tiffin اسے اردو میں ہم ٹفن کہتے ہیں۔ مؤلف کا کہنا ہے کہ یہ انگریزی کے سلینگ لفظ tiffing کا بگاڑ ہے جس کا مطلب تھا: کھانے کے اوقات کے بیچ میں کچھ کھانا۔ اس کا مصدر tiff تھا جس کے معنی تھے: چھوٹا سا گھونٹ لینا۔ اینگلو انڈین استعمال ذرا سا مختلف تھا اور اس کے ایک معنی تھے دوپہر کے وقت ہلکا پھلکا کھانا۔ اسی سے پھر Tiffin-carrier ہے جس سے مراد ہے: کھانے پینے کی مختلف اشیاء کو دھاتی گول ڈبوں میں اوپر تلے رکھ کر لے

جانے کا ظرف، گھر سے باہر کہیں جاتے ہوئے کھانا اس میں لے جایا جاتا ہے (اور ہمارے ہاں بعض لوگ اب اسے 'ڈبا' اور 'ڈپن' بھی کہتے ہیں)۔

☆ سینکلیں جینکلیں (۱۹۹۲ء):

اس لغت Hanklyn-Janklyn کے مولف نانکل جینکن (Nigel Hankin) تقریباً پچیس سال کی عمر میں ۱۹۴۵ء میں ہندوستان بھیجے گئے مگر جب وہ ہندوستان پہنچے تو دوسری جنگِ عظیم کے خاتمے کا اعلان ہو گیا۔ لیکن نانکل صاحب کو ہندوستان اور خاص طور پر دہلی اتنا دل چسپ لگا کہ وہ وہاں رہ گئے اور انھوں نے اپنی بقیہ زندگی وہیں بسر کر دی۔ (۲۹) ان کا انتقال دہلی میں ۲۰۰۷ء میں ہوا۔

یہ لغت پہلی بار ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس لغت کا ذیلی عنوان کچھ طویل ہے، یعنی:

A rumble-tumble guide to some words,
customs and quiddities Indian and Indo-
British.

جیسا کہ اس نیم مزاحیہ ذیلی عنوان سے ظاہر ہے، یہ غیر رسمی انداز میں لکھی گئی اور منکسرانہ انداز میں پیش کی گئی معمول سے ہٹی ہوئی رہنما کتاب ہے۔ نیز یہ کہ اس لغت میں صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ رسوم و رواج اور طرز معاشرت کے انوکھے مظاہر کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

یہ لغت بڑی حد تک ہو بسن جو بسن کی طرز پر لکھی گئی ہے اور اس کا یہ نام بھی ہو بسن جو بسن کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے رکھا گیا اگرچہ "جینکن جینکن" کے یہ الفاظ، بقول خود مولف کے، بے معنی ہیں۔ (۳۰) مولف نے ہو بسن جو بسن اور خود اپنی لغت کا نام رکھے جانے کی جو وجہ بیان کی ہے اس میں کچھ نہ کچھ سچائی ضرور ہے۔ لکھتے ہیں کہ اگر ایسی کتابوں کا نام کچھ ایسا رکھا جائے جس میں "فرہنگ" وغیرہ کے الفاظ آتے ہوں تو اسے کوئی نصابی کتاب بھی سمجھا جاسکتا ہے یا کم از کم عام قاری کو اس سے دل چسپی نہیں ہوگی، یعنی یہ نام کسی حد تک تجارتی مقاصد کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ مولف نے بڑے انکسار سے لکھا ہے کہ میں نے تاریخ اور ثقافت کو موضوع ضرور بنایا ہے مگر میں کوئی تاریخ داں یا عالم نہیں ہوں اور میری دل چسپی علمی بھی نہیں ہے۔ دوسری وجہ تسمیہ انھوں نے یہ بیان کی ہے کہ مقامی زبان میں عام گفتگو میں تابع مہمل بہت استعمال ہوتے ہیں اور اس سے ایک جھنکار یا ترنم کی سی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کی مثال میں وہ کہتے ہیں کہ "پارٹی وارٹی"، "کریں"، "چائے وائے" پیپیں، بور ہو جائیں تو "آس پاس"، گھو میں یا "کتاب و تاب"، پڑھیں۔ (۳۱)

موکلف کے مطابق اس لغت میں الفاظ کے علاوہ مقامی رسوم و رواج اور مقامی ماحول کی ایسی خصوصیات بھی شامل ہیں جن پر برطانوی راج کا اثر ہے۔ لیکن راقم کا خیال ہے کہ اس میں شامل خاصے الفاظ ایسے ہیں جنہیں ہندوستان کی مقامی اور آج کل مستعمل انگریزی کا حصہ سمجھنا چاہیے، اگرچہ اس میں اینگلو اینڈین الفاظ بھی شامل ہیں۔ لیکن اس میں بعض ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جو ماضی کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں ہندوستانی انگریزی میں بالخصوص ہندوستان کے انگریزی اخبارات میں مستعمل ہیں۔ موکلف نے پرانی اینگلو انڈین لغات کے الفاظ کو بھی سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ (۳۲)

اشاریے اور ابتدائی تعارفی صفحات کو چھوڑ کر اس لغت کے پانچ سو تیس (۵۳۲) صفحات ہیں اور راقم کا اندازہ ہے کہ اس کے اندراجات کی مجموعی تعداد ڈھائی ہزار یا اس سے کچھ زیادہ ہوگی کیونکہ اس میں بعض الفاظ کی تشریح و وضاحت خاصی تفصیل سے کی گئی ہے اور اس طرح فی صفحہ اندراجات کا اوسط پانچ الفاظ کے قریب ہوگا۔ لغت میں الفاظ کا اشاریہ بھی شامل ہے جس میں ان الفاظ کی نشان دہی کی گئی ہے جو لغت کے بنیادی اندراجات نہیں ہیں مگر الفاظ کی وضاحت و تشریح میں ان کا ذکر آگیا ہے۔ اس طرح یہ اشاریہ مزید مفید ہو گیا۔

اس لغت سے چند الفاظ:

☆ Baba موکلف نے اسے ”ہندی“ کا لفظ قرار دیا ہے لیکن یہ اصلاً فارسی کا لفظ ہے اور فارسی میں اس کے معنی باپ کے ہیں۔ غالباً موکلف کے ذہن میں اس کا صرف مقامی استعمال تھا اور اس نے اشتقاق کی طرف توجہ نہیں دی۔ اسی لیے اس نے لکھا ہے کہ اس کا تلفظ عام بول چال میں ”باوا“ ہے اور اس کا استعمال کسی بوڑھے، بزرگ، استاد یا دادا کے لیے ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے اس کا ایک مقامی مفہوم بھی بتایا ہے جو بقول اس کے انگریز خاندانوں میں رہا ہے اور وہ ہے: بچہ۔ اس مفہوم میں یہ لفظ آیا میں استعمال کرتی تھیں اور جب وہ اپنے آجر کے کسی بچے یا چھوٹے لڑکے کا ذکر کرتی تھیں تو اسے بابا کہتی تھیں اور بچی یا چھوٹی لڑکی کے لیے لفظ بے بی استعمال ہوتا تھا۔ لفظ بابا کے اس مفہوم کی نشان دہی امیر مینائی نے بھی کی ہے، امیر اللغات کی تیسری جلد میں بابا کا ایک مفہوم امیر نے ”انگریزوں کے بچوں کا خطاب“ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان معنوں میں یہ بے بی سے بگڑ کر بنا ہے۔ (۳۳)

☆ Wordy Major موکلف کے مطابق یہ وردی یعنی یونی فارم سے بنایا گیا لفظ ہے اور وردی

میمبر انگریزی دور میں مقامی فوج میں ایک چھوٹا عہدے دار یا چھوٹا افسر ہوتا تھا۔ لیکن بعض لغات میں اس کے مختلف ججے بھی ہیں جو اس لغت میں درج نہیں کیے گئے۔ مزید لکھا ہے کہ یہ ایک قسم کا بگد ہے جو شاہانہ چال چلتا ہے اور یہی اس کا نام پڑنے جانے کی وجہ ہے۔ لیکن موکلف اگر پرانی اینگلو انڈین لغات دیکھ لیتے تو انہیں اندازہ ہوتا کہ اس کے

ججے اور معنی بھی ذرا سے مختلف ہیں۔ وائٹ ور تھ کی لغت (جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں) نے اس کے ججے Wordie Major دیے ہیں اور لکھا ہے کہ یہ شاید کنڑ زبان کے لفظ varadi کی تخریب ہے جس کے معنی ہیں اطلاع، حکم، پیغام۔ وائٹ ور تھ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”وردی“ راجپوتوں میں ایک فوجی عہدہ ہوا کرتا تھا۔ جبکہ ہو بسن جو بسن نے اس کے ججے Woordly major کیے ہیں اور اس کے معنی تو فوجی عہدہ لکھے ہیں لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا اشتقاق نامعلوم اور مبہم ہے۔ ہو بسن جو بسن نے اس اصطلاح کے اس اشتقاق پر بھی شبہ کا اظہار کیا ہے جو جان ٹی پلیٹس نے اپنی لغت میں بیان کیا ہے اور پھر کنڑ زبان کے لفظ کی طرف اشارہ کیا ہے جو وائٹ ور تھ نے لکھا ہے۔ صاحبس نبوس اینڈ بوس والا کے مولف نے بڑی حد تک وائٹ ور تھ سے استفادہ کیا ہے البتہ وہ اس کے ججے Woordly-major اور Wordie-major کرتا ہے۔

اس لغت میں بعض اندراجات ایسے ہیں جنہیں نرم لفظوں میں غیر ضروری ہی کہا جاسکتا ہے، مثلاً Pakistan (پاکستان)، Independence Day (انڈپنڈنس ڈے)، Indian Civil Service (انڈین سول سروس)، Jallianwala Bagh (جلیانوالہ باغ)۔ ان اور ان جیسے بعض دیگر اندراجات کی اس لغت میں نہ ضرورت تھی اور نہ گنجائش۔

اندازہ ہوتا ہے کہ مینکلن جینکلن میں ہندوستان میں موجودہ دور میں رائج انگریزی الفاظ و مرکبات اس کی معاشرت، رسم و رواج اور ثقافت کی وضاحت پر زیادہ زور ہے اور الفاظ و مرکبات کا لغوی اور تاریخی سیاق و سباق اس میں کم ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہو بسن جو بسن اور صاحبس، نبوس اینڈ بوس والا کے برعکس اس لغت میں تاریخی استعمال کی اسناد نہیں دی گئی ہیں اور مولف ہندوستان میں اپنے طویل قیام کے نتیجے میں ہندوستانی معاشرے، ثقافت اور وہاں کی موجودہ دور کی انگریزی سے زیادہ دل چسپی لیتے دکھائی دیتے ہیں۔ خود مولف نے بھی اپنے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ دہلی میں برطانوی ہائی کمیشن میں نووارد ایک انگریز ڈاکٹر نے انھیں بیس (۲۰) ایسے ”انگریزی“ الفاظ کی فہرست دی جو مقامی انگریزی اخبارات میں چھپنے والی خبروں میں شامل تھے مگر وہ ان کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ بقول ان کے بس یہیں سے اس لغت کا آغاز ہوا۔ اس لغت کے مندرجات سے بھی اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ یہ ”اینگلو انڈین“ کم اور ”انڈین“ زیادہ ہے۔

الحاصل:

ان اینگلو انڈین لغات میں ہمارے الفاظ اور زبان کے علاوہ ہماری تاریخ اور تہذیب و ثقافت پر بھی اہم اشارات ملتے ہیں اور ان لغات اور ان کے مولفین کے نقطہ نظر کا تفصیلی تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ہمارے لغت نویس ان لغات، بالخصوص ہو بسن جو بسن، سے الفاظ کے اشتقاق اور مفاہیم کے بارے میں بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں لیکن افسوس کہ اردو میں ان لغات پر اس طرح کام نہیں ہوا جس طرح ہونا چاہیے تھا اور یہ مختصر معروضات نوجوان محققین کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی ادنیٰ سی کوشش ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

- (۱) دیکھیے: Concise Oxford English Dictionary، اوکسفرڈ، ۲۰۱۱ء (بارھواں ایڈیشن)۔
- (۲) مثلاً: عبدالرحمن براہوی، انگریزی پر اردو کا اثر (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۷ء)؛ نیز عبدالقادر سروری، انگریزی میں اردو الفاظ، مشمولہ افکار، کراچی، برطانیہ میں اردو نمبر، اپریل ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۲-۱۶۳؛ سید شبیر علی کاظمی، اردو زبان کے انگریزی پر اثرات، مشمولہ افکار، کراچی، برطانیہ میں اردو نمبر، اپریل ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۸-۱۷۳
- (۳) تفصیلات کے لیے ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal)، The Cambridge Encycloaedia of the English Language، (کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۵ء)، ص ۳۹۸-۳۶۳، و بعدہ: نیز رابرٹ کلبورن (Robert Caliboren)، The Life and Times of the English Language (لندن: بلومزبری، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۱۶۔
- (۴) ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal)، The English Language (لندن: پینگٹون، ۲۰۰۲ء)، ص ۲۹۵ (دوسرا ایڈیشن)۔
- (۵) دیکھیے: ہریش ترویدی (Harish Trivedi) کا مقدمہ، مشمولہ Cutnifying English: The Phenomenon of Hinglish (مرتبہ ریتا کوٹھاری (Rita Kotahri) اور رپرٹ سنیل (Rupert Snell)، (دہلی: پینگٹون، ۲۰۱۱ء)۔
- (۶) کیٹ شوپ (Kate Shoup)، Exploring World Cultures: India، (نیویارک: کیونڈش اسکوائر، ۲۰۱۶ء)، ص ۲۳۔
- (۷) (لاہور: سنگ میل، ۱۹۸۱ء)، ص ۲۔

- (۸) سی ہیاواداناراو (C. Hayavadana Rao)، (مدراس: The Indian Biographical Dictionary، پلر اینڈ کمپنی، ۱۹۱۵ء)، ص ۳۶۳۔
- (۹) ایضاً، ص ۳۶۳۔
- (۱۰) جارج کلفرڈ وائٹ ورتھ (George Clifford Whitworth)، (An Anglo-Indian Dictionary، پیش لفظ، (لندن: کیگن پال، ٹریج اینڈ کمپنی، ۱۸۸۵ء)، ص vii۔
- (۱۱) ایضاً، ص xiv۔
- (۱۲) ایضاً، ص viii۔
- (۱۳) ایضاً، ص viii۔
- (۱۴) ایضاً۔
- (۱۵) ایضاً۔
- (۱۶) ایضاً، ص viii-ix۔
- (۱۷) Hobson-Jobson، (مرتبہ ولیم کروک (William Crooke) (دہلی: منشی رام منوہر لال پبلشرز، ۱۹۸۴ء) (ایڈیشن ۱۹۰۳ء)۔
- (۱۸) اس وقت ہمارے پیش نظر ہو بسن جو بسن کا ایک ہندوستانی ایڈیشن ہے جو منشی رام منوہر لال پبلشرز نے دہلی سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا تھا اور یہ ۱۹۰۳ء کے ایڈیشن کا عکس ہے جو ولیم کروک (William Crooke) نے مرتب کیا تھا۔
- (۱۹) آغا افتخار حسین، یورپ میں اردو (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء)، ص ۵۱۔
- (۲۰) ہنری یول اور آرتھر برنل کے سین C.E. Buckland کی کتاب Dictionary of Indian Biography (لاہور: سنگ میل، ۱۹۸۵ء، اشاعت اول ۱۹۰۶ء) سے ماخوذ ہیں اور ہنری یول کے حالات زندگی آغا افتخار حسین نے بھی مختصر اُدیے ہیں (یورپ میں اردو، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء، ص ۵۳-۵۱)۔ ہو بسن جو بسن کو حتمی صورت یول ہی نے دی تھی بلکہ صحیح معنوں میں وہی اس کا مولف بھی ہے کیونکہ برنل کا انتقال ۱۸۸۲ء میں ہو گیا تھا اور کتاب اس کی وفات کے بعد پہلی بار ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ البتہ برنل کی تحقیق سے اس نے بہت کام لیا اور لغت کے مولف کے طور پر اس کا بھی نام شامل کیا۔

- (۲۱) آغا افتخار حسین، یورپ میں اردو، محولہ بالا، ص ۵۱۔
- (۲۲) ایضاً، ص ۵۵، حاشیہ۔
- (۲۳) ایضاً، ص ۵۵-۵۴
- (۲۴) تعارفی کلمات، ہو بسن جو بسن، محولہ بالا، ص xvi۔
- (۲۵) پردہ اٹھادوں اگر چہرہ الفاظ سے (لاہور: بیت الحکمت، ۲۰۰۳ء)، ص ۳۳-۳۱
- (۲۶) ملاحظہ ہو راقم کا مضمون: گجھی، جم خانہ اور کائنچی ہاؤس: چند اینگلو انڈین الفاظ و مرکبات اور ان کی نامعلوم اصل، مشمولہ ماہ نامہ اخبار اردو، اسلام آباد، دسمبر ۲۰۲۱ء، ص ۲۲-۲۰
- (۲۷) ملاحظہ کیجیے: آیور لوس (Ivor Lewis) کا مقدمہ بعنوان تاریخی تعارف (Historical Introduction)، جو اس کی کتاب Sahibs, Nabobs and Boxwallahs میں شامل ہے۔
- (بمبئی: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۴۳-۱
- (۲۸) ایضاً۔
- (۲۹) دیکھیے کتاب میں شامل آر: نائجل ہنکن (Nigel Hankin)، Hanklyn-Janklyn، (دہلی: تارا پریس، ۲۰۰۸ء)، ص iii-iv؛ نیز مولف کا دیباچہ، ص ix-vi (پانچواں ایڈیشن)۔
- (۳۰) دیکھیے نائجل ہنکن (Nigel Hankin) کا پیش لفظ، Hanklyn-Janklyn، محولہ بالا، ص vii-ix
- (۳۱) ایضاً۔
- (۳۲) ایضاً۔
- (۳۳) امیر اللغات، جلد سوم (مرتبہ رؤف پارکھی)، (لاہور: شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی اور نیشنل کالج، ۲۰۱۰ء)۔